

مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی۔

(قسط ۳۵)

عہد طالب علمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات (۱۹۶۸ء کی ڈائری)

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نو عمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈاریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ و اقارب، اہل محلہ و گرد و پیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپ کی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈاریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی مہارت، علمی لپیٹ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ اور تاریخی مجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کر لیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نمچڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزار ہا صفحات کے طرک کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی سلیس اور اسیران ذوق مطالعہ استفادہ کر سکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں..... (مرتب)

اسیر مالٹا، تلمیذ و رفیق شیخ الہند مولانا عزیز گل اور ان کے رفقاء سے مصر میں پوچھ بچھ: ۲۷ اپریل: آج مولانا عبدالقدوس قاسمی فاضل دیوبند کے صاحبزادے سجاد مقبول (شہید) کی تعزیت کیلئے احقر زیارت کا صاحب گیا اسیر مالٹا مولانا عزیز گل مدظلہ بھی موجود تھے رات وہیں قیام ہوا خلاف معمول میرے پھیٹنے پر حضرت نے اسارت مالٹا اور تحریک پر بڑی کھل کر گفتگو فرمائی کہ عموماً اس موضوع کو ٹالتے تھے۔ آج مالٹا حمیرہ کے قید خانوں پر بھی روشنی ڈالی کہا مصر پہنچ کر انگریز افسر نے خوب شراب پی پھر ان کا بڑا چیخنے چلانے لگا کہ ہم مجاز نہیں انہوں نے ایک تنگ خیمہ میں ستون (ہانس) کے ساتھ ہمیں کھڑا کیا سنگین چڑھانے کی بندوقوں کی آوازیں تھیں مگر ہمارے دل میں خدا نے ڈال دیا تھا کہ یہ تو مجاز نہیں کہ گولی

مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ تنگ

چلائیں حاکم کے سامنے میرا بھی بیان لیا گیا میں ہر بات پر لاسلسلہ کہتا کہ کہیں شیخ (مولانا محمود الحسن دیوبندی) پر شہادت نہ ہو جائے سمسہ (مجاہدین بالاکوٹ کا مرکز) کے نام سے بھی انکار کر دیا کہ میں تو سمسہ نہیں مرکز دیکھا تھا حاجی صاحب ترنگ زئی کے بارہ میں پوچھ کچھ ہوئی میں نے انہیں مولانا عبید اللہ سندھی کے ہاں دیوبند میں دیکھا تھا مولانا مدنی سے بھی سوالات کرتے رہے مگر وہ انہیں لمبی چوڑی تقاریر میں الجھا دیتے اور اگر بیز منتظر رہتا کہ کہیں کام کی بات ان سے نکل آئے گی مگر حضرت سے کوئی کام کی بات نہ نکلتی اس نے کہا کہ ہندوستان کے بڑے بڑے لوگوں کی شہادت تو پیش کر دو فرمایا ان لوگوں کو بہت کچھ صحیح معلوم تھا اس سلسلہ میں انہوں نے آزاد گل میاں صاحب کا نام بھی لیا کہ مولانا سیف الرحمن نے انہیں لگا دیا تھا۔

اس سے قبل ایک ملاقات جو حضرت شیخ الہند کے رفیق خاص کے ساتھ ان کی آبائی زمین سخاکوٹ میں ۶/شوال ۱۳۷۶ھ کو موصوف کے بھتیجے مولانا عبداللہ کا کاخیل کی معیت میں ہوئی تھی جس میں احقر نے خواہش کا اظہار کیا تھا کہ شیخ الہند کی تحریک حریت کے واقعات پر روشنی ڈال دی جائے لیکن حضرت موصوف نے سختی سے انکار کیا اور کہا کہ بلارتہ دے ڈیر معلومات دی ہفہ نہ معلوم کہ مادا سیزو نہ ہیر کڑی دی زہ یادول نہ

غوازم (یعنی آپکے والد کو کافی معلومات ہیں ان سے معلوم کرو میں نے یہ چیزیں بھلا دی ہیں ان کو یاد کرنا نہیں چاہتا) دوران گفتگو ایک دفعہ ترکی کا ذکر آیا تو پھر میں نے گفتگو کو اس طرف موڑتے ہوئے کہا کہ حضرت آپ نے ترکی کا سفر کیا ہے؟ کہا نہیں میں نے کہا کہ حضرت شیخ الہند کی تحریک میں تو ترکی بھی جانا شامل تھا پھر سختی سے کہا کہ اس موضوع پر نہ بولنے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں جس وقت وہ چاہے گا ان اشیاء اور واقعات کو ظاہر کر دوں گا اور کہا کہ اب حضرت مدنی نے نقش حیات وغیرہ میں روشنی ڈالی ہے اسے پڑھ لیں میں نے پھر جرأت کرتے ہوئے کہا کہ حضرت یہ اسرار مخفی رہنے کی چیزیں نہیں ہم اغلاف کیلئے لائحہ عمل واضح ہونا چاہیے تو کہا کہ جس وقت اللہ چاہے گا آپکو سب کچھ ظاہر ہو جائے گا صبح کے وقت میں نے پھر گستاخی کرتے ہوئے عرض کیا کہ حضرت ابھی تک کچھ جزئیات واضح ہو چکی ہیں لیکن تفصیلی حالات اور مقاصد مبہم ہیں تو فرمایا کہ لوگوں نے جزئیات سے کیا فائدہ لیا اور کیا عمل کیا کہ تفصیلی واقعات کا پوچھنا چاہتے ہو ایسا محسوس ہوا کہ حضرت موصوف ان واقعات کو بھلانا چاہتے ہیں اور جہاں تک ہو سکے ان ناشر مندہ تعبیر سہانے خوابوں کی یاد سے گریز کرتے ہیں وہ حضرت شیخ الہند کی محبت میں فتا ہیں دوران گفتگو بار بار ”مولانا، مولانا“ کا ذکر آتا تھا جس سے مراد ان کا شیخ الہند کی ذات ہوتی تھی دیگر اکابر معاصرین کو صرف نام سے یاد فرماتے ہیں

حضرت مولانا حسین احمد مدنی سے بے پناہ عشق و محبت:

معاصرت و رفاقت کے باوجود آپ کو حضرت شیخ مدنی کے ساتھ بے پناہ عشق و محبت ہے قسم کھا کر کہا کہ میں اگر چہ خط و کتابت میں حد سے زیادہ کامل اور بے پرواہ ہوں لیکن اللہ حاضر ہے کہ دس سال کے اس عرصہ میں مولانا مدنی میرے دل و دماغ سے غائب نہیں ہوئے میں ذہن میں ہمیشہ انہیں خط لکھتا رہتا ہوں کبھی کبھی ہتھیلی پر مضمون لکھتا ہوں کہ حضرت یہ واقعہ پیش ہے یہ ارادہ ہے کبھی کانوں میں آواز محسوس ہوتی ہے کہ حضرت کہتے ہیں ”یہ کیا حماقت ہے“، ”یہ کیا بات ہے“ گویا بیداری یا خواب میں حضرت مجھ سے علیحدہ نہیں ہوئے۔

پھر درونِ ناک انداز میں کہا آہ اب حضرت کی عمر بھی ڈھلتا ہوا سایہ ہے اور دیکھئے ملاقات نصیب ہوتی یا نہیں اس کے بعد حضرت شیخ مدنی کی استقامت اور کمالات پر گفتگو کرتے رہے میں نے جب دارالعلوم دیوبند کے مستقبل کے متعلق ان کے خیالات معلوم کرنا چاہے تو فرمایا اس سے مطمئن رہئے۔ لایزال اللہ یغفرس لهذا الدین غرساً اللہ خود حفاظت کرے گا قاسم (بانی دارالعلوم) کے بعد محمود (شیخ الہند) اور انور شاہ کشمیری کے بعد حسین احمد پیدا ہوتے رہیں گے جب تک وہ چاہے مولانا عبدالحق نے مدرسہ قائم کر کے فرض کفایہ ادا کیا:

میری حیرت اور خوشی کی انتہا نہ رہی جب اس کے بعد انہوں نے گفتگو کو دارالعلوم حقانیہ کی طرف موڑتے ہوئے کہا کہ دیکھئے خدا کی شان کہ پاکستان میں دین اور دینی علوم کی حفاظت کیلئے اللہ نے عبدالحق کو کھڑا کیا اس کام کیلئے وہ ہر حال میں موزوں ہیں عبدالحق صاحب مسکین الطبع اور نفس کش انسان ہیں اور گویا وہ اس کیلئے پیدا کئے گئے ہیں انہوں نے فرض کفایہ ادا کر دیا ہے ہم ساروں کی طرف سے، ہمارا نفس بڑا ہے ہم میں تکبر ہے ہم یہ کام نہیں کر سکتے تھے میں نے کہا حضرت آپ دارالعلوم کی کامیابی کے لئے دعا فرمادیں فرمایا نہیں آپ کے کہنے پر نہیں پھر فرمایا نادان، آپ کو کیا معلوم ہے حقانیہ کو ہم نے اپنا مدرسہ سمجھ لیا ہے اس کے لئے دعا میرا فریضہ ہے اور دارالعلوم کا وجود انہیں صبح و شام کی دعاؤں کا ثمرہ ہے آپ لوگ دارالعلوم حقانیہ کے بارے میں مطمئن رہیے پھر فرمایا کہ پیر صاحب (ایک مقامی بزرگ) آپ کے مقابلہ میں جو کچھ کر رہے ہیں اس کی فکر نہ کریں حق کے مقابلہ میں ہمیشہ رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں پھر کہا کہ والد صاحب کو میرا یہ پیغام پہنچا دیں کہ دیگر مدارس کی طرح وہاں طلبہ سے چندہ نہ کرایا جائے اس میں طلبہ کی بے عزتی ہے (الحمد

لہ دارالعلوم میں یہ سلسلہ قطعی بند ہے) اور دوسرے وہ سوال کے عادی ہو جاتے ہیں دوسرا یہ کہ اپنے شاگردوں کو اور مدارس بنانے سے منع کریں اور حقانیہ کو جو مرکزیت حاصل ہے اس کو خراب نہ کریں اگر خواہ مخواہ مدارس بنائے جائیں تو شرح جامی تک پڑھانے کے بعد وہ طلبہ کو حقانیہ بھیجا کریں پھر فرمایا کہ میں نے ابھی تک قصور کیا ہے اور فریضہ میں کوتاہی کی کہ آپ کے ہاں ابھی تک حاضر نہیں ہوا اور موقع ملنے پر آؤنگا۔

○

۱۸ اپریل: رات کو مولانا احتشام الحق تھانوی کی تقریر چوک یادگار میں سنی۔
 ۱۳ اپریل: آج ۱۳ اور ۱۴ کی درمیانی شب ۹ بجے کے قریب برادر مٹس الرحمن ولد جناب عبدالرحمن بابا (شیخ الحدیث کے عم محترم) کا پہلا فرزند پیدا ہوا۔
 ۱۶ اپریل: بعد از ظہر جمعیت علماء اسلام نوشہرہ کی میٹنگ میں شرکت کی۔ شام ۷ بجے پیر ماگی شریف کی دعوت میں شرکت کی۔
 ۱۷ اپریل: الحاج شیر افضل خان ممبر شورٹی حقانیہ کے ہاں دعوت میں شرکت کی، جہاں علاقہ کے بااثر شخصیات بھی موجود تھے۔ اس موقع پر پیر ماگی شریف سے مختلف امور پر گفتگو رہی جن میں حضرت ام المؤمنین عائشہؓ کی عمر مبارک، ڈاکٹر فضل الرحمن کی فتنہ انگیزیاں شامل تھیں، جناب غلام فاروق خٹک صاحب (وفاقی وزیر گورنر مشرقی پاکستان) سے بھی تفصیلی گفتگو ہوئی۔
 ۲۰ اپریل: قاری سعید الرحمن صاحب ۷ بجے سفر حج سے واپس راولپنڈی پہنچے۔ میں بھی ان کے استقبال کے لئے گیا تھا۔

۲۶ اپریل: گورنر کی طرف سے ماہنامہ ”الحق“ کے بارے میں وارننگ ملی۔
 شیخ الحدیث صاحب کا پشاور کی مسجد قاسم علی خان میں درس قرآن کا افتتاح:
 ۲۵ اپریل۔ ۲۶ محرم ۱۴۳۸ھ: پشاور کے انجمن تبلیغ قرآن و سنت کے زیر اہتمام مسجد قاسم علی خان میں بعد از نماز عشاء والد ماجد حضرت شیخ الحدیث صاحب نے دو گھنٹہ پر محیط درس قرآن دے کر انجمن کے زیر اہتمام مجالس دروس قرآن کا افتتاح فرمایا۔ مسجد قاسم علی خان کا یہ درس قرآن دارالعلوم حقانیہ کے فاضل مولانا محمد یعقوب قاسمی دیتے ہیں، انجمن مذکورہ کی سرپرستی مولانا مفتی عبدالقیوم پوٹو کی فرماتے ہیں۔
 شیخ الحدیث صاحب کا راول شمیر علی خان کی خواہش پر احمد نگر کا دورہ اور خطاب:

۳ مئی ۶۸ء بمطابق ۴ صفر: برطانیہ میں مقیم دارالعلوم کے ایک مخلص پاکستانی ہمدرد راول شمیر علی خان

کی خواہش پر والد ماجد تحصیل وزیر آباد کے موضع احمد نگر تشریف لے گئے جہاں آپ نے بعد از نماز عشاء ختم نبوت کے موضوع پر مفصل خطاب فرمایا۔ احقر بھی بطور خادم ساتھ تھا۔
حضرت شیخ الحدیث کالاہور میں جمعیت کے تاریخی کانفرنس سے خطاب:

۴ مئی، ۵۔ مفر: حضرت والد صاحب احمد نگر سے لاہور تشریف لے گئے جہاں موہچی دروازہ میں جمعیت علماء اسلام کے مشہور نظام شریعت تاریخی کانفرنس میں دن دو بجے ارباب دعوت و عزیمت علماء حق کے کارناموں اور کردار کی روشنی میں اہل علم کی ذمہ داریوں پر خطاب فرمایا پھر برکت علی ہال کے جلسہ میں شرکت کی۔ ۵ مئی کو بھی جلسے میں شریک رہے، بعد از ظہر علماء کا پاکستان میں پہلا تاریخی جلوس نکلا۔ والد صاحب پہلی کار میں تشریف فرما تھے اور جلوس کے اختتام تک ساتھ رہے۔
ضیاء العلوم بیگم پورہ لاہور میں درس قرآن:

۵ مئی ۶ مفر ۱۹۶۸ء: بعد از نماز عشاء شیخ الحدیث والدی المکرم بیگم پورہ کے علاقہ (لاہور) میں حقانیہ کے ایک ہونہار فاضل مولانا لطیف الرحمن (گلگتی جو کہ حضرت کے چہیتے شاگرد ہیں) کے قائم کردہ مدرسہ ضیاء العلوم تشریف لے گئے۔ جہاں مدرسہ کا معائنہ بھی فرمایا اور بعد از عشاء درس قرآن بھی دیا۔ الحمد للہ کہ یہ مدرسہ فاضل مذکور کے مساعی کے طفیل بڑی تیزی سے ترقی کے مراحل طے کر رہا ہے۔

میاں عبداللہ جی کی سرکردگی میں بیرون ممالک کی جماعت کی آمد:

۹ مئی ۱۹۶۸ء، ۱۰ مفر ۸۸ء: تبلیغی جماعت کے میاں جی عبداللہ صاحب رانیوٹ و دیگر سرکردہ حضرات کی معیت میں بیرون ممالک کی جماعت کیساتھ دارالعلوم تشریف لائے اس جماعت میں شام سوڈان ترکی اور عراق کے علاوہ امریکہ کے بعض نو مسلم نیکو حضرات بھی شامل تھے دارالحدیث میں شام اور سوڈان کے بعض حضرات کے پر خلوص جذبات و خیالات (عربی زبان میں) سے طلبہ مستفید ہوئے۔

حضرت مولانا نصیر الدین غور غوثی دامت برکاتہم کی آمد:

حضرت مولانا نصیر الدین غور غوثی صاحب ایک سفر کے دوران دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے طلبہ و اساتذہ کو شرف مصافحہ و ہمسکامی حاصل ہوا آپ نے دارالعلوم کی باطنی و ظاہری ترقیات کیلئے دعائیں فرمائیں۔

دارالعلوم اتمانزئی اور نوشہرہ انجمن خدام الدین کے جلسوں میں شرکت

۱۱ مئی ۱۹۶۸ء: شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غور غوثی صاحب کا دارالعلوم تشریف لائے اور

طویل دعا فرمائی، پھر والد صاحب کے ساتھ اکٹھے چار سہ کے معروف دینی ادارہ دارالعلوم اتمان زئی کے جلسہ میں شرکت کیلئے تشریف لے گئے۔

۱۱ مئی: جہانگیرہ دریائے کابل پر بننے والے نئے پل کی افتتاحی تقریب میں شرکت کی۔

۳۱ مئی: رات کو چوک یادگار میں قاری عبدالباسط خلیل مصری اور دیگر قراء عالم کی تلاوت سننے کی سعادت حاصل کی۔ ڈیڑھ بجے واپسی ہوئی۔

۷ جون، ۱۰ ربیع الاول: انجمن خدام الدین نوشہرہ کے زیر انتظام سہ روزہ کانفرنس کا افتتاح والد ماجد نے کرتے ہوئے صدارتی تقریر فرمائی۔

مظفر آباد سیرت کانفرنس میں شرکت اور صدر آزاد کشمیر سے ملاقات:

۹ جون، ۱۲ ربیع الاول: سیرت کمیٹی آزاد کشمیر کی دعوت پر والد صاحب پہلی دفعہ مظفر آباد تشریف لے گئے، جس پر مظفر آباد کے مختلف حلقوں نے نہایت خوشی اور مسرت کا اظہار فرمایا۔ رات کو آزاد کشمیر کے صدر الحاج عبدالحمید خان کی زیر صدارت گورنمنٹ کالج کے وسیع میدان میں سیرت کمیٹی کے زیر اہتمام جلسہ میں والد ماجد نے سیرت مطہرہ کے مختلف پہلوؤں اور بالخصوص جہاد کے موضوع پر سیر حاصل خطاب فرمایا اور اس ضمن میں مسلمانان کشمیر کے جذبہ جہاد کو سراہا۔ بعد از مغرب صدر آزاد کشمیر نے عشاءً دیا جس میں خصوصی ملاقات رہی۔

مولانا درخواسی کی آمد:

۱۰ جون: حضرت مولانا عبداللہ درخواسی دارالعلوم تشریف لائے اور کچھ دیر قیام کے بعد واپسی ہوئی۔

۱۶ ربیع الاول: آج رات مردان کے مدرسہ عربیہ شیرگڑھ کے سالانہ جلسہ میں والد صاحب نے شرکت فرمائی۔

۱۰ جولائی: مولانا احمد عبدالرحمن صاحب صدیقی خدام الدین نوشہرہ کے والد صاحب کا انتقال ہوا۔

مولانا افغانی کی آمد:

۲۰ جولائی: مولانا شمس الحق افغانی دارالعلوم تشریف لائے اور فضیلت علم پر تقریر فرمائی پھر والد ماجد کی

معیت میں تربیلہ ڈیم تشریف لے گئے، جہاں دونوں نے سیرت کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

☆ نوشہرہ میں محکمہ تعلیم کی طرف سے ناظرہ کورس کے اختتام پر تقریب تقسیم اسناد میں شرکت کی۔

۳۰ جولائی: دفتر میونسپل کمیٹی اکوڑہ کی تقریب افتتاح میں بعد از عصر ڈی سی نوشہرہ کی دعوت پر شرکت کی۔

دنتر کی پیدائش اور شیرخوارگی میں انتقال:

۱۷ اگست: برخوردار حامد الحق کی ہمشیرہ (جو اس کے بعد ہے) صبح نماز فجر کے وقت پیدا ہوئی۔ عافاھا اللہ و عصمہا بعد میں میری یہ چھوٹی بچی نعیمہ میرے سفر حج کے دوران عید الاضحیٰ ۱۳۸۸ھ سے دو چار روز قبل اچانک مرض تشنج میں انتقال کر گئی۔ عمر تقریباً ۸ ماہ کے لگ بھگ تھی۔ تدفین جد امجد الحاج مولانا معروف گل کے سرہانے خاندانی قبرستان اکوڑہ خٹک میں ہوئی۔ اللہم اجعلہا اجراً و دعویٰ۔ میں سفر حج سے واپسی پر جامعہ عربیہ نیوٹاؤن کراچی ٹمبر اوہاں مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ بھی تشریف فرما تھا، انہوں نے اس حادثہ کی اطلاع دی اور فرمایا میں اتفاق سے اس دن اکوڑہ گیا تھا اور جنازہ میں مجھے شرکت کا موقع ملا۔

مولانا مبارک علی کی رحلت پر تعزیتی جلسہ:

۳۰ اگست: مولانا مبارک علی، نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موصوف کا حضرت والد ماجد سے بے حد قریبی تعلق اور روابط تھے۔ یکم ستمبر کو دارالعلوم میں ایصال ثواب اور تعزیتی جلسہ ہوا۔

رائے ونڈ کا سفر اور اکابر جماعت سے ملاقاتیں:

۳۰ ستمبر تا ۲ اکتوبر: مولانا شیر علی شاہ، قاری سعید الرحمن کی معیت میں ٹانمکو کار کے ذریعے پنڈی سے لاہور روانہ ہوئے۔ رات ۱۲ بجے پہنچے۔ صبح گلبرگ میں پیر مجددی صاحب سے ملاقات کی۔ بعد از نماز عصر مولانا مفتی محمد یوسف ماموں کا نجن (لدھیانوی شہید مراد ہیں جو ماموں کا نجن لاحقہ کے ساتھ الحق میں لکھتے تھے، بعد میں حضرت مولانا بنوری نے ان کی صلاحیتوں کو دیکھ کر انہیں نیوٹاؤن بلایا) سے ملاقات ہوئی۔ شام کو رانیوٹ پہنچے، جہاں دیگر اکابر جماعت کے علاوہ مولانا عبدالوہاب صاحب ہاٹ ہزاری خلیفہ حضرت تھانوی سے ملاقاتیں ہوئیں، رات کو ۱۲ بجے واپسی ہوئی گلبرگ میں قیام رہا۔ ۲ اکتوبر: دن کے وقت جامعہ اشرفیہ میں قیام رہا۔ شام کو حافظ آباد گئے۔ گوجرانوالہ مدرسہ نصرت العلوم سے ہوتے ہوئے واپسی ہوئی۔

حقانیہ تمام مدارس میں ممتاز اور حضور اقدس کا اعجاز ہے: مولانا رسول خان ہزاروی کے فرمودات:

۱۸۔ اکتوبر ۱۹۶۸ء: حضرت والد ماجد مدظلہ کے معیت میں حضرت مولانا رسول خان ہزاروی سے جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد میں ملاقات ہوئی، آپ نے فرمایا میرے نزدیک دیوبند علوم کا ام القریٰ ہے پہلے بھی اور اب بھی علم فقہ حدیث تقویٰ و تدین سب کچھ وہاں سے نکلی، باقی سب جہل ہیں۔

فرمایا اس زمانہ کا مجتہد شیطان سے بھی زیادہ سمجھ دار ہے۔

فرمایا اس وقت مصری علماء سب فرعون کے قائم مقام ہیں۔ جو حیثیت فرعون کے سامنے موسیٰ کی تھی، وہی حیثیت ان کے ہاں شریعت کی ہے۔ والد صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا آپ کا مدرسہ علمی حیثیت (زور دیتے ہوئے) سے سارے مدارس میں ممتاز ہے۔ اسلئے کہ آپ وہاں صرف فن والے مدرس نہیں رکھتے بلکہ وہ فن دان (ماہرین فن) ہوتے ہیں۔

پھر فرمایا: آپ نے اپنے علاقے فرنمہر میں دین کی جو خدمت کی اس کی نظیر نہیں ہے۔

کچھ دیر کے بعد فرمایا کہ ایسے ملک میں ایسا مدرسہ چلانا حضور اقدس کا اعجاز ہے کہ ایسے اجہل الناس علاقے میں ایسا کام ہوا۔ اس مجلس میں حضرت مولانا شمس الحق افغانی بھی موجود تھے۔ فرمایا کہ منطق کے بغیر حسامی کا باب قیاس نہیں سمجھا جاسکتا ہے بلکہ توحید تک (دلیل و حجت وغیرہ کی بنیاد پر مقصود ہے) رسائی صحیح نہیں ہوتی، پھر دیر تک منطق و فلسفہ اور خاص طور پر اصول فقہ پر گفتگو فرماتے رہے۔ والد صاحب کا نماز جمعہ کا خطاب، قاری محمد طیب کی محفلیں:

۱۸۔ اکتوبر ۱۹۶۸ء: والد صاحب نے نماز جمعہ سے قبل جامع مسجد جامعہ اشرفیہ لاہور میں اہمیت اتباع سنت واسوہ حسنہ پر تقریر فرمائی۔ خطبہ و نماز حضرت قاری محمد طیب قاسمی نے پڑھائی۔ بعد از ظہر محمد فاضل صاحب کیساتھ انکے ہاں گئے، شام کے بعد واپسی ہوئی، رات بھر پر لطف محفلیں حضرت قاری صاحب کے ساتھ رہیں۔ صبح ۱۹ اکتوبر ۱۹۶۸ء مولانا ادریس کاندھلوی، مولانا خیر محمد جالندھری، مولانا احتشام الحق تھانوی، مولانا مفتی محمد شفیع سے بھی ملاقاتیں ہوئیں۔ پھر عوامی ایکسپریس سے واپسی ہوئی۔

سہ ماہی امتحان: صفر ۸۸ھ دارالعلوم کا سہ ماہی امتحان صفر کے پہلے ہفتے میں منعقد ہوا ابتدائی کتابوں کا امتحان تقریری جبکہ وسطانی اور درجہ علیا کا امتحان تحریری طور پر لیا گیا

حضرت مولانا عبداللہ درخواستی کی تشریف آوری اور طلبہ میں شیرینی تقسیم کرنا:

۱۳/ربیع الاول ۸۸ھ ۱۰/جون ۱۹۶۸ء حافظ الحدیث مولانا عبداللہ درخواستی امیر جمعیت علماء اسلام انجمن

خدام الدین نوشہرہ کے جلسہ سے فارغ ہو کر دارالعلوم تشریف لائے ان کی آمد سے دارالعلوم میں کافی چہل پہل رہی اس موقع پر آپ دارالحدیث میں طلباء اور اساتذہ کو دیر تک اپنے گرانمایہ ارشادات اور اصول و نصاب سے محفوظ فرماتے رہے اپنے خطاب میں انہوں نے دارالعلوم کو اکابر کی یادگار قرار دیا طلبہ دارالعلوم کے ماحول میں آپ کی طبیعت پر بشارت کے عجیب آثار نمایاں نظر آ رہے تھے بنا بریں شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی جیب سے شیرینی منگوا کر طلباء میں تقسیم کی۔

حضرت پیر مائگی روح الامین صاحب کی حقانیہ آمد:

حضرت پیر مائگی شریف روح الامین صاحب پہلی دفعہ دارالعلوم تشریف لائے اور مجلس شوریٰ کے سالانہ اجلاس میں شرکت کی ان کے اس حوالہ سے جو احساسات اور تاثرات تھے وہ انہوں نے واپس جا کر اپنے ایک مکتوب کے ذریعہ ارسال فرمائے جس کے ساتھ دارالعلوم کیلئے ایک ہزار روپیہ کا گرانقدر عطیہ بھی بھیجا۔ دارالعلوم کی مجلس شوریٰ کا اجلاس:

۱۲ ستمبر ۱۹۶۸ء دارالعلوم حقانیہ کی مجلس شوریٰ کا اجلاس حضرت پیر روح الامین سجادہ نشین مائگی شریف کی صدارت میں منعقد ہوا حضرت والد ماجد نے سال رواں کے بجٹ پر مفصل رپورٹ پیش کی جس میں فرمایا کہ آمدنی سال گزشتہ ۱۳۸۳ میں ایک لاکھ تریسٹھ ہزار ایک سو بھاسٹھ روپیہ دو پیسے تھی اور خرچ ایک لاکھ اچاس ہزار پانچ سو پچاس روپیہ اکیس پیسے ہوئے سال ۱۳۸۸ (رواں سال) کیلئے ایک لاکھ تریاسی ہزار پانچ سو پانچ روپیہ کا میزانیہ پیش کیا گیا۔

تبلیغی جماعت کے معروف رہنما مولانا سعید خان کی دارالعلوم آمد:

۱۲ اکتوبر ۶۸ء عالم اسلام بالخصوص حرمین الشریفین میں تبلیغی جماعت کے مشہور رہنما حضرت مولانا سعید خان صاحب مکہ معظمہ دیگر تبلیغی اکابر جماعت کیساتھ دارالعلوم تشریف لائے دارالحدیث میں علم کی فضیلت اور انکی روح کے عنوان پر نہایت مؤثر اور رقت آمیز خطاب فرمایا چند گھنٹے قیام کے بعد واپس چلے گئے۔

حضرت حکیم الاسلام کی حقانیہ تشریف آوری اور درس بخاری شریف:

۱۳، ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۸ء: ویسے تو حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ مہتمم دارالعلوم دیوبند کی پاکستان تشریف آوری کیساتھ ہی دارالعلوم حقانیہ میں ان کی آمد غلطہ تھا دارالعلوم کا پورا حلقہ سراپا شوق و مشتاق دید بنا ہوا تھا اور پھر حضرت قاری صاحب بھی اپنے گرامی ناموں میں تشریف لانے کا عزم معمم اور

اشتیاق ظاہر فرما رہے تھے مکرویزہ کی پابندیوں کی وجہ سے اور پروگرام کی غیر یقینی ہونے کی وجہ سے یہاں کا یہ شوق کبھی مایوسی اور پریشانی میں تبدیل ہو جاتا آخر کار اللہ تعالیٰ نے حضرت کی آمد کی راہیں کھول دیں اور وزارت داخلہ نے دارالعلوم حقانیہ آنے کا ویزہ دے دیا حضرت کی آمد سے چند گھنٹے قبل تک پروگرام غیر یقینی تھا اس لئے دور دراز کے محبین تک اطلاع نہ دی جاسکی احقر قاری صاحب کو لانے کیلئے ہری پور گیا ساڑھے تین بجے کار میں لیکر ہری پور سے چلے تربیلہ اور بہبودی حضرو میں حضرت مولانا عبدالرحمن کامپوری کی رہائشگاہ سے ہوتے ہوئے سوا سات بجے اکوڑہ خٹک پہنچے راستہ میں قاری صاحب انک دریائے کامل و سندھ کے سنگم اور پر فضا قدرتی مناظر سے بہت محظوظ ہوئے اور ان مقامات کو جدید طریقوں سے ترقی نہ دینے پر افسوس کا اظہار کرتے رہے۔ فرمایا کہ دیگر ممالک میں ایسے مقامات سے عجیب تفریحی علاقے بنا دیتے ہیں اکوڑہ خٹک پہنچے پر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی سرکردگی علماء، طلباء، اساتذہ اور دیندار مسلمانوں کے جم غفیر نے والہانہ استقبال کیا دارالعلوم کے درو دیوار حضرت نانوتویؒ اکابر دیوبند اور حضرت حکیم الاسلام زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھے ۱۲ سے ۱۴ اکتوبر روانگی تک قیام دارالعلوم میں ہی رہا اس دوران ہر وقت ان کے ہاں علماء و صالحین و علامۃ المسلمین کا تانتا بندھا ہوا تھا بعض اجلہ اکابر جس میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن کی تلیذ خاص اور رفیق و اسیر مالٹا مولانا عزیز گل مدظلہ بھی شامل ہیں بھی دارالعلوم پہنچے ۱۳ اکتوبر کو دارالعلوم کے تمام شعبوں عمارتوں مطبخ کتب خانہ دارالاقامہ وغیرہ کا معائنہ فرمایا کچھ دیر کیلئے دفتر ماہنامہ ”الحق“ کو بھی اپنے قدم اور کامیابی کی دعاؤں سے نوازا دارالعلوم کے شعبہ اطفال مدرسہ تعلیم القرآن مڈل سکول کی کلاسوں اور بچوں کی تعلیمی صلاحیتوں کا معائنہ بھی فرمایا اور کچھ دیر تک بچوں کو علم و حکمت سے لبریز نصائح فرمائے چونکہ حضرت قاری صاحب کی تقریر و خطاب پر پابندی تھی اس لئے طلباء کی خواہش و اصرار پر بعد نماز ظہر بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس دینا منظور فرمایا اس موقع پر نہ صرف ہاں بلکہ باہر کے برآمدے بھی اہل علم اور سامعین سے کچھ کھج بھرے تھے قاری صاحب نے بخاری کی پہلی اور آخری حدیث پر حکیمانہ درس نماز عصر تک دیا۔

ماہنامہ ”الحق“ کیلئے قاری طیب صاحب کا گرانقدر انٹرویو:

بعد نماز عشاء قاری صاحب نے ”الحق“ کیلئے حضرت نانوتویؒ کی زندگی کے زرین اصول، دارالعلوم دیوبند کے مستقبل اور خود اپنی سوانح نیز مسلمانوں کے زوال کے اسباب اور علماء و ارباب مداس کے لئے اپنے زرین نصائح کے موضوعات پر ایک بلند پایہ انٹرویو دیا جسے ریکارڈ مشین کے ذریعہ محفوظ کیا گیا۔

(نوٹ) یہ انٹرویو بعد میں ”الحق“ میں قاری محمد طیب صاحب سے ایک ملاقات کے عنوان سے ماہ جنوری و فروری

۱۹۶۹ء کو دو قسطوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اور آنے والے مولانا سراج الحق کی نئی تالیف اور حقانیہ سے خطبات مشاہیر میں شامل ہوا ہے۔ عرفان الحق

کتاب الاراء میں قاری صاحب کے تاثرات:

۱۴ اکتوبر: واپس تشریف لے گئے طلباء و اساتذہ نے انہیں دھڑکتے دلوں کیساتھ الوداع کیا دارالعلوم کے کتاب الاراء میں آپ نے مندرجہ ذیل تاثرات ثبت فرمائے جسکے آخر میں حضرت مولانا میاں عزیز گل صاحب اسیر مالٹا نے بھی دعائیہ کلمات تحریر فرمائے۔

آج بتاریخ ۲۰ رجب ۸۸ھ احقر دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں حاضر ہوا دارالعلوم حقانیہ کی عظیم الشان عمارت آنکھوں کے سامنے ہے اور اس عمارت کی روح تعلیم و تربیت اور دینی معاشرہ دل کے سامنے ہے میں یہ عرض کرنے میں حق بجانب ہوں گا کہ دین و دیانت اور علم و فراست میں دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک دیکھنا ثانی ہے اس دارالعلوم کے بادیانت نظم کی روح حضرت مولانا عبدالحق صاحب دام ظلہ کی ذات ستودہ صفات ہے ان کا دیکھ لینا حقانیہ کی حقانیت کو دیکھ لینا ہے الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ سلف صالحین کا علمی ترکہ یہاں پوری طرح سے محفوظ ہے یہ اس علاقہ کی خوش قسمتی ہے کہ اسمیں مولانا جیسی شخصیت اور حقانیہ جیسی درسگاہ موجود ہے یہ اس علاقہ کی خوش قسمتی ہے کہ اس میں مولانا جیسی شخصیت اور حقانی جیسی درسگاہ موجود ہے طلبہ کا بھلائی رجوع عام ہے اور سب پر دین کے اثرات اور خشیت اللہ کا رنگ نمایاں طریق پر محسوس ہوتا ہے دعا ہے کہ حق تعالیٰ اس درسگاہ کو دائم و قائم رکھے اسے علم کا روشن مینارہ بنائے رکھے۔

این دعا از سن واز جملہ جہاں آمین باد محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند، نزیل حال اکوڑہ خٹک حضرت مولانا محمد طیب صاحب چونکہ ہمارے سردار ہیں اس لئے اپنی سعادت سمجھتا ہوں کہ اپنے طرف کچھ عرض نہ کر دوں صرف حضرت مولانا کو راجعہ کی دعاؤں پر آمین کہوں۔ والسلام: بندہ محمد عزیز عفی عنہ حامد الحق قاری طیب قاسمی کی گود میں

اکتوبر ۶۸: قاری طیب صاحب کی آمد کے موقع پر پر خوردار حامد الحق کو یہ کہہ کر خدمت میں پیش کیا گیا کہ حضرت خادم زادہ کیلئے دعا فرمائیں تو فرمایا: نہیں خدو زادہ ہے۔ پھر نام پوچھا سن کر فرمایا ان شاء اللہ لکل من اسمہ نصیب۔ گود میں لیا تو وہ ہونٹوں اور انگلیوں سے آوازیں نکالتا رہا تو فرمایا کہ بہت خوب آوازیں دیتا ہے، دیر تک ظرافت آمیز چھیڑ چھاڑ فرماتے رہے اور دعائیں دیں۔

صدمہ جانکاہ (بڑی ہمشیرہ محترمہ کا انتقال):

۲۲ اکتوبر: اکتوبر کی درمیانی شب کو دس بجے ہمشیرہ محترمہ (بی بی نسب) کے انتقال کا حادثہ یکا یک پیش آیا۔ مرحومہ کی عمر ۲۲ سال تھی۔ انتقال مرض ولادت میں ہوا، بچی (ثمینہ گل زوجہ جناب عبدالرب صاحب) ولادت سے تھوڑی دیر بعد ماں کے سایہ شفقت سے محروم ہو گئی۔ جوانرگ ہمشیرہ کی اچانک جدائی نے پورے خاندان کے دلوں کو مجروح کر دیا ہے۔ بالخصوص والدین کے لئے تو اولاد کا یہ پہلا ہی صدمہ ہے۔ وفات کی اطلاع چند مخصوص اعزہ اور احباب کو دی گئی مگر یہ خبر راتوں رات جنگل کی آگ کی طرح ہر طرف پھیل گئی۔ اور ۲۳ کی صبح سے مہمانوں کا تاتا لگ گیا۔ نماز جنازہ ۲ بجے ہوا۔

والد صاحب نے جنازہ پڑھایا: ہزاروں افراد جن میں علماء، صالحین اور دیدار حضرات کی اکثریت تھی، نے جنازہ میں شمولیت کی۔ اکوڑہ ٹنک کی تاریخ میں یہ جنازہ اپنی نظیر آپ تھا اور علماء اور اہل اللہ کی شمولیت مرحومہ کی سعادت مندی کی علامت تھی۔ اس وقت سے لے کر اب تک تعزیت کرنے والوں کا سلسلہ جاری ہے۔ بیشمار خطوط آرہے ہیں، (مکتوبات مشاہیر کے اکثر جلدوں میں اس وقت کے اکابر برصغیر دیوبند لکھنؤ اعظم گڑھ علی گڑھ دہلی کے اداروں کے تعزیتی مکتوبات کا ذکر ہے۔ عرفان الحق)

کئی جگہ قلمصین نے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کا اہتمام بھی کرایا۔ ان تمام حضرات کا پورا خاندان بالخصوص والد بزرگوار حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نہایت شکر گزار ہیں اور دل کی گہرائیوں سے اس صدمہ میں ہمدردی کرنے والوں بالخصوص پورے اہل قصبہ کے رفع درجات کیلئے سب دست بدعا ہیں، جنہوں نے مہمانوں کی خاطر داری اور سارے انتظامات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، نیز اپنے تمام قلمص قارئین اور متعلقین سے مرحومہ کے حق میں دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ ہم سب اللہ کی امانت ہیں۔ ان لله ما اخذ وله ما اعطى بجز مبر و شکر کے چارہ نہیں۔ انا لله وانا الیہ راجعون۔

شیخ الحدیث مدظلہ کا واہ کینٹ میں درس قرآن وحدیث کی تقریب میں شرکت:

۲۵ شعبان ۱۴۳۸ھ بمطابق ۱۷ نومبر ۱۹۶۸ء کو واہ کینٹ میں چوتھی سالانہ تقریب درس قرآن منعقد ہوئی جہاں ہر ماہ کے آخری اتوار کو مولانا قاضی زاہد الحسنی صاحب درس دیتے ہیں اس تقریب میں حضرت والد ماجد کے علاوہ فرزند شیخ انیسیر مولانا عبید اللہ انور صاحب اور حضرت مولانا بشیر احمد پسروری کے علاوہ احقر بھی مدعو تھا اس مجلس میں والد ماجد نے پون گھنٹے تک حفاظت قرآن کے موضوع پر خطاب فرمایا جسے محفوظ کیا گیا۔